

Checked
1987

سالم

جکام ہر

مردونکو ایک سہ زیا دہ شادی کرنا

تصنیف کیا ہوا

فقیر ممتازیہ ڈاکٹر سید غلام حسین حسینی مصنف تدبیر لقا، نسل انسان وغیرہ کا

اہتمام ہے

سید اولاد علی مدرس گورنمنٹ کالج و محترم مطبع ممتازیہ واقع اگرہ، خلیسا بن سترہ

طبع ہوا

تصنیف کے حق محفوظ ہیں

ممتازیہ ڈاکٹر سید غلام حسین حسینی

۱۸۸۹ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر گروہ والے اپنے مذہب کو اللہ کی طرف سے جانتے ہیں اور بانی مذہب کو سچا رسول یا رہنمایا نائب خدا مانتے ہیں اور سب سے سائل میں تو تمام مذاہب کا اتفاق ہے مثلاً جھوٹ و زنا و قتل و چوری وغیرہ کی ہدائیوں۔ دینا ستاری و رحمتی و ہمدردی و راستبازی وغیرہ کی ہدائیوں کے سب قائل ہیں مگر بھت سے نئے تنازعہ فیہ بھی ہیں۔ چنانچہ جنہیں اختلاف ہے ان میں سے ایک کثرت از دلیج بھی ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ اس بارے میں ہمارے سچے رسول کے ذریعہ سے حکم پہنچا ہے
 فَأَنذَرْتُكُمْ مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ فَتُكَلِّمُنَّ رُجُلًا مِّنْ دُونِ مَا كُنْتُمْ تُكَلِّمُونَ وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْإِسْلَامَ وَالْأَهْلَ وَالْأَقْرَبَ
 أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ مِمَّا أَدَّبْتُ بِهِكُمْ وَلَوْلَا الَّذِي آتَاكُمْ مِنْ فَضْلِي لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

یعنی پس نکاح کرو جو خوش گئے تم کو سوائے ان کے عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کرو تم پس ایک ہے۔ یا جسکے مالک ہوں دائین ہاتھ تمہارے۔ یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ بے انصافی کرو۔

اس نیت کی رو سے اکثر مفسرین نے تو چار جناح تک کرنا بلا حجت جائز ٹھہرایا ہے مگر بعض صاحب لفظ نقدالو پر زور دیکر کہتے ہیں کہ کئی عورتوں کے تمام حقوق مساوی سمجھنا محال ہے اس لئے یہ حکم ایسا ہے کہ گویا ایک سے زیادہ عورت کرنا درست ہی نہیں ہے

جین مت والے تو سنا ہے کسی حالت میں دوسری بیوی کرنا جائز نہیں سمجھتے اور دیگر ہندو دن کا حال بیانات ذیل سے ظاہر ہو گا :

جاگولک اسمرتی کی پہلی ادھیہا اشلوک ۷۳ میں لکھا ہے کہ اگر عورت شادی یا وایم المرض یا فضل خیر یا بیودہ گویا خاوند سے بغض و حسد رکھنے والی ہو یا جس کے رشتہ داروں کی ہی پیدا ہوتی ہوں تو دوسری شادی کرنا جائز ہے اور بموجب اشلوک ۷۴ منکوہ اقل کی بھی پرورش کرتا ہے۔ پس ان ہر دو مذکورہ بالا اشلوک سے صرف ایک عورت کا کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن اشلوک ۸۷ و ۸۸ میں جو لکھا ہے کہ ہم قوم کی عورت ہوتے ہوئے دوسری ذات کی عورت سے مذہبی امور مثلاً جگ وغیرہ نہ کرادے اور اپنی قوم کی متعدد عورتیں ہوں تو ان میں جو بڑی یعنی پھلے منعقد ہوئی ہو اس سے سہ انجام کراوے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں بھی ایک مرد کے کئی عورتیں ہوتی تھیں اور وہ جائز بھی جاتی تھیں :

منو سمرتی کی نویں ادھیہا اشلوک ۸۰ و ۸۱ میں لکھا ہے کہ عورت شراب خوار یا فقر کی خدمت نہ کرنے والی یا وایم المرض یا دولت بریا د کرنے والی یا باسجہ ہو یا اوسکی اولاد ذر نہ نہ رہی ہو یا اگر لیان جنتی ہو اور لڑکے نہ ہوتے ہوں یا بد زبان ہو تو دوسرا بیاہ کر لینا چاہئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بلا مذکر کو ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری نہ کرے۔ مگر نویں ادھیہا کے ۱۲۲ سے لیکر ۱۲۵ تک اور ۱۴۸ سے ۱۵۶ تک جو اشلوک تقسیم

حصص میں ہیں اور ان کو ۱۹۰ سے پایا جاتا ہے کہ سب جگہ یعنی پچھلے نیاک زمانہ میں
بھی ایک دہائی عورتیں کرتا تھا وہ چھارہ چاندی جاتی تھیں اس واسطے کہ ایک لاد
کو باپ کے ال سے حصہ ملے گا حکم ہے ۛ

مسطورہ بالا احکام برہمن و ہتھری و ویشنیوں کے متعلق ہیں اور شوروں کی بت
نقل ہندو شادی رام صاحب سنوئی نے سند میں لکھا ہے کہ ان کی قوم و خاندان
میں قدیم سے بیسارہم ہو گیا ہے۔ طلبہ ایک یا کئی عورت کر سکتے ہیں ۛ

پنڈت مہاراجہ مہاراجہ دیو داس نے کہا کہ قانون تو منو سمرتی کا ہی جائز و مانج ہے
لیکن ویشنیو صاحب نے کہا کہ ہم لکھا ہے کہ ایک کوئی ایسا غلوب الشہوت ہو کہ غیر عورتوں
کی طرف خیال دے اور کہہ ہار جیو۔ یہ قابل مین نہ آئے تو وہ یا تین یا چار شادی تک
کر دیا جائے مگر سب سے زیادہ نامہ توفیق برابر کے ذریعہ فرق نہ ہونے پائے۔

اور جیسے بھی فرمایا کہ چھ ماہ رت وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص راجہ کو اس قدر عورتیں
کرتا جائز ہے کہ جتنا تک غلبہ کام دیو فرو ہو سکے ۛ

تاویلات کر کے سب سے زیادہ بتا ہے کہ ۱۰ دن میں کئی شادیوں کرنا دہرم شاستر کے خلاف
نہیں ہے مگر چند شیروں کا قول سنا اور ایک کتاب میں بھی پڑھا کہ کئی عورتوں کی نسبت ایک
عورت کرنا عدا و افضل ہے ۛ

جون ڈیون بورٹ صاحب کے قول کو صحیح مانا جائے تو انہوں نے اپنی کتاب
اپالوجی آف محمد اینڈ قرآن میں انجیل کی کئی آیتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ عدا و افضل
میں ایک سے زیادہ نکاح کرنا انکی شریعت کے احکام کے خلاف نہیں ہے ۛ

ایک معزز و محقق میرے مہربان پادری صاحب نے عدا و افضل سے فرمایا کہ انجیل اقدس

کی آیتوں سے تو صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ خادم دین ایک سے زیادہ بیوی نہ کریں۔
دوسروں کے واسطے اسکی قید نہیں ہے مگر سرد ملکوں میں جہاں ایک جو رواج
بھی گئی ہے۔ کثرت ازدواج والا اونچی سوسائٹی کا بھرنہ نہیں ہو سکتا اور یہ اخلاقی امر ہے
مذہب کی پیروی پر چڑھا دیا گیا ہے۔

ہندوستان میں مسلمان وہندو ویسائی جو زیادہ ہیں اور ان میں سے ہی بعض بعض
کی ان اوراق پر نظر پڑنے کی امید ہے ان کا مذہبی قول تو یہ ہے جو بیان ہوا لیکن جیسا اثر
مذہب کا طبیعت پر ہوتا ہے اس کے قریب ہی رسم و رواج کا ہے۔ اب اس کی طرف دیکھتے ہی
جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے :

ایسے مسلمان تو کچھ کل شاید کم ہوں گے جو لفظ تعدد کو مانتا ہے کہ ایک سے زیادہ
نخل نہ کریں مگر افلاس سے یا میسر نہ ہونے کے سبب یا رواج کم ہو چکے باعث اکثر ایک
ہی بیوی کرتے ہیں لیکن ان کے سوا جو زمانہ کے سر کے ساتھ اپنا سٹر لاتے ہیں قریب قریب
سب اسی کے قائل ہیں کہ اگر دوسرے مذہب چار بیوی تک کرنا جائز ہے :

جین مت والے تو ایک سے زیادہ بیوی ہرگز نہیں کرتے اور دیگر ہندوؤں میں بھی زیادہ
تر ایک ہی زوجہ کرنے کا رواج ہے مگر بنگالہ کے کلکین برہمن اور راجہ ورکس دھتری اور
بعض ویشوا اکثر شہر کئی بیویاں کر لیتے ہیں اور اس فعل کو ناجائز بھی نہیں سمجھتے :

بقول جن ڈیون پورٹ صاحب یونان و روما و فرانس وغیرہ کے عیسائی زمانہ سابق میں
ایک سے زیادہ نخل کرتے تھے مگر رومن کیتھولک کے پادریوں کی تعلیم سے (جنکو دینی
کام سپرد ہونے کو باعث ایک سے زیادہ نخل کرنا کی اجازت نہ تھی) اور دن میں
بھی صرف ایک بیوی کرنے کا رواج ہو گیا اور اب اس رسم کا اثر مغربی لوگوں پر بے انتہا

چرا کہ کوئی اُن میں ایسا کہے تو وہ مستوجب سزا ہوتا ہے اور شہرتی
لوگوں میں کئی نکاح جائز ہونے کے سبب اُن پر وہ طعن کرتے ہیں :

جس حالت میں رسم و رواج یا مذہبی احکام کے سبب کروڑوں آدمی ایک سے
زیادہ بیوی کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور کروڑوں ناجائز۔ تو ہر ایک غور کریں
کی طبیعت ضرور اس مسئلہ کی تحقیق کی جانب مائل ہوتی ہوگی۔ پس کل تنازعہ غیر
مسائل کے کوٹا کر پر کنے کے لئے جو دو کسوٹی ہیں ایک احکام مذہبی۔ دوسرے
دلائل عقلی۔ اُسی سے اُس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔ مگر پر کنے سے پہلے یہ
جاننا ضرور ہے کہ کون آدمی کس کسوٹی کو پسند کرتا ہے چنانچہ بیہوش مجبوری
کل مذاہب پر نظر ڈالی جائے تو چار قسم کے آدمی پائے جاتے ہیں :

اَوّل صلحا و صادق و فقرا و کامل کا گروہ جنکو کسی کے تنازعہ و بحث سے
سردکار نہیں۔ اپنی ایک دُہن میں لگے ہیں۔ جو سمجھ گڑھ سے بچے ہوئے ہیں۔
چکھ کوٹا پر کہیں نہ کھڑا

دو سرورہ ہیں جو اُن کل پرانی فحش کے کھلاتے ہیں :

بیہ اگر مسلمان ہیں اور اُن کا لباس دیکھتے تو نہ سہ پر عربی عمامہ ہے۔
نہ گلے میں ڈھپلا کرتہ۔ نہ ٹانگوں میں تھمد۔ اور نہ کاندھے پر بردیانی یا کالی کپڑی
کمانا دیکھتے جو کج رویہ و رعون زیتون کیا خرید و ہر پہ سے بھی نفرت کرتے
ہیں۔ وہ شیریں کلامی کو سون نہیں کہ غیر قوم کا آدمی شمشیر برہنہ لیکر مارنے
کو آئے اور پکا مسلمان ہو جائے نہ وہ شجاعت ہے کہ شہرک دور کرنے کے
لئے تیس آدمی تیس ہزار میں گھس جائیں اور نعرہ تکبیر سے بڑے بڑے

دلیروں کے دل ہلا دیں اور سب کو نوک دم بگا دیں۔ نہ وہ دیانت کہ انہی بات کرنا ہو تو بیت المال کے تیل سے روشنی چراغ کو بجھا کر اپنے تیل سے چراغ روشن کر لیں۔ نہ وہ خلق کہ اون کی حرکات و سکنات دیکھ کر لوگ ایمان لے آئیں نہ وہ مردت کہ بگائون کا جگر چبانے والوں کی خطا معاف کر دیں۔ نہ وہ حکم کہ سپر کٹوڑاڑلنے والوں کی تیار داری کریں۔ نہ وہ اطاعت کہ عین موقع جنگ پر بھی چابک گر پڑے تو برابر کے پھیل سے بدین خوف نہ مانگیں کہ شاید سوال میں داخل نہ ہو جو حرام ہے۔ خود گھر سے اتر کر آئیں نہ وہ لیاقت کہ بموجب حکم اطلبو العلم لو کان بالصین یونان و ہند کے علوم قدیم کی وہ چان بین کریں کہ مخالف بھی لوہان مان جائیں اور سیکڑوں ہزاروں باتیں نئی ایجاد کر کے دیکھائیں ۛ

اگر ہندو ہیں تو نہ سپر لٹو دار بگڑی ہے۔ نہ بدن میں چین دار نیچا جامہ۔ نہ پیٹھیری دھوتی۔ نہ موٹے کپڑے کی ساڑھی۔ نہ اونی بستر نہ مرگ چھالاک پویشش نہ کھانے کے لئے درختوں سے گیسے جوڑے پل ہیں نہ بناس پتی نہ مول۔ نہ رہ انتہا درجہ کا رحم ہے کہ اپنا سٹے جنس کیا حیوانوں کی کریشیا کرنے کو دہرم سمجھیں۔ نہ وہ ریاضت کہ عمر کا بڑا حصہ جوگ و طبیسیا میں ہی کات دیں۔ نہ وہ ہمت کہ سیت باندہ کر لٹکا پر چڑھ جائیں۔ نہ وہ خلق کہ جگلیوں کو اپنا بتالیں ۛ

عیسائیوں کو دیکھئے تو کھان ہے وہ سادہ نیچا کوٹ۔ کھان ہے وہ مجلیوں کا کھانا۔ کھان ہے وہ حکم کہ کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال رو برو

کردین۔ کھان ہے وہ انسانی ہمدردی کہ بلا غرض عمر ہر مریضوں کے معالجہ میں مصروف رہیں ۶

الغرض زمانہ کے تغیرات نے ان کی حالتوں کو ایسا بدل دیا ہے کہ پہلی سی رنگت نہ پہلی سی بوسہ ۔ مگر یہ لوگ دل میں بھی سمجھتے ہیں کہ ہم اسی دین و آئین پر ہیں جس پر ہمارے آبا و اجداد تھے۔ گو ان کا لباس و طعام و طریق و صورت و سیرت کیسی ہی متغیر ہو گئی ہو مگر گفتگو کے وقت اپنے اپنے مذہب و قدیمی رواج کو پسند کرتے ہیں فعل چاہے جیسے ہوں لیکن زبانی حدیثی کو برا جانتے ہیں ۶

تیسرے گروہ کے وہ آدمی ہیں کہ جب زمانہ پلٹا کھاتا ہے تو اپنے تمام انتظام معاشرت کو آہستہ آہستہ بدل ڈالتے ہیں مگر مذہب و رواج کو بھی ساتھ رکھتے ہیں یعنی ہر ایک تغیر کو بذریعہ تاویلات مذہبی احکام سے ملا دیتے ہیں چوتھے۔ وہ ہیں جو زمانہ کی ہوا کو دراہی بدلتا دیکھیں تو زمانہ سے پہلے خود پلٹا کھانے کو تیار رہیں ۔ رسوم قدیم کے مٹانے کی دھن لگے تو خواہ کچھ روز بعد پھر اسی کو اختیار کریں مگر ایک بار تو اچھے کا خیال رکھیں نہ برے کا بالکل کاپالت کردین۔ طب کی طرف وہ بیان جائے تو بقراط و افلاطون کے مسائل کو منسوخ کر کے اپنے مسئلے جائیں اور پیرائیں پر بھی قائم نہ رہیں اور کچھ نئی بات سوچے تو اسکو اختیار کر لیں۔ دیگر علوم پر نظر ڈالیں تو بڑے بڑے نامی حکماء و سلف کی غلطیاں نکال کر انہی تحقیقات کو صحیح جانیں۔ مذہب کی طرف توجہ کریں تو جہاں تک ممکن ہو مذہبی احکام کو مانے کے لئے جو نئے نئے توافقی و مصنوعی و افردہ قول کھڑے خارج کردین۔ الغرض اس گروہ کے آدمی بظاہر ایک مذہب کے کچھ پابند

ہوتے ہیں لیکن درحقیقت حدود میں مقید رہنے کو مانع ترقی سمجھ کر اپنی عقل اور
 قانون قدرت کو رہنا جانتے ہیں اور انکا حال ہمیشہ دگرگون ہوتا رہتا ہے؛
 اب ان چار گروہ مذکورہ بالا میں سے پہلے گروہ کو تو خارج کر دینا چاہیے
 کیونکہ وہ کسی کی سنین نہ اپنی کہیں۔ دوسرے گروہ والے جنکے افعال گو مذہب و
 رسوم قدیم کے خلاف ہوں لیکن اقوال اُنکے وہی ہوتے ہیں جو زمانہ حال سے
 پہلے کی کتابوں میں پڑے یا لوگوں سے سنے ہیں پس اپنے اپنے مذہب
 و رسم کے مطابق اس مسئلہ میں بھی اُنکے سوا اور کچھ کھنا اور ستنا نہیں
 چاہتے جو حق شرع میں لکھا ہے اور عقل کو دخل نہیں دیتے۔ تیسرے گروہ
 والے افضل الناس اعقل الناس کے بموجب عقل کو بہترین آدمیوں
 میں سے سمجھتے ہیں اور عقل سے بھی کام لیتے ہیں۔ بدینوہ اس مسئلہ کی
 بابت ماننے گفتگو کر سکتے ہیں لیکن سہ بات میں ان کا نشانہ بھی احکام مذہبی میں
 حدود شرعی سے باہر نہیں ہوتے اگر کوئی مسئلہ بظاہر زمانہ کے مطابق
 نہ معلوم ہو تو بذریعہ تاویلات چہاں کر دیتے ہیں اور دوسرے کی بابت
 یا مذہب سے سرکار نہیں رکھتے۔ انکے نزدیک بھی کھوٹا کھرا پرکھنے کے
 لئے احکام مذہبی کے سوا کوئی کوئی نہیں ہے۔ چوتھے گروہ کے آدمی
 جس طرف اکثر طبیبوں کا میلان آج کل ہے اور جو قانون قدرت کو اپنا رہنا جانتے
 ہیں اور کسی ایک حالت پر قائم نہیں رہنا چاہتے۔ دل چلون کے دل کا غبار
 نکالنے کے لئے یہ عمدہ جلسہ اور عقل کے گھوڑے دوڑانے والوں کو وسیع
 میدان ہے؛

اگرچہ ہر فرقہ مذکورہ بالا میں کسی کو یا راہ دوم زدوں نہیں اور بیان ہر طرف سے آزادی آزادی کی صدا آتی ہے۔ اونٹوں کو کچھ کہنے یا کرنے کی نہایت ہے نہ اعلیٰ کو مگر تجربہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ کلام الملوك ملوك الکلام یا تو امیرون و رئیسوں کی رائے کو وقت ہوتی ہے یا مشہور زمامی حکماء و علما کی رائے کو۔ پھر مجھے اپنی رائے کا ظاہر کرنا فضول ہے جبکہ میں کوئی رئیس ہوں نہ بڑا مشہور عالم۔ لیکن اس فرقہ کے اصول کے مطابق مجھ کو بھی اختیار حاصل ہے بدین وجہ اس مسئلہ کی بابت جو کچھ میری سمجھ میں آ رہا ہے وہ لکھتا ہوں۔

قبل اسکے کہ خاص مسئلہ کی بابت کچھ لکھوں چند باتوں کا جملہ نا ضروری سمجھتا ہوں۔

اول۔ اکثر یورپین مذہب اور ان کے مقلد کثرت ازدواج کو عیاشی میں داخل کر کے اسے ناجائز سمجھتے ہیں مگر میں ایک منکوحہ سے بھی کثرت مباشرت کو از روئے طب جائز نہیں جانتا بلکہ اس ایک شخص کی مانند جو دنیا کے تمام جھگڑوں کو عورت کی وجہ سے بتایا کرتا تھا میں اکثر خرابیوں کو کثرت مباشرت سے منسوب کرتا ہوں۔

نومین کلیچر آن ڈیزیز زمین ۱۱۴۶ء بیماریاں شمار کی گئی ہیں۔ بیدون نے بیماریوں کا شمار ۱۱۶۷ء لکھا ہے عام مسلمانوں سے سنا کہ تین ہزار بیماری ہوتی ہیں جن میں سے ایک ہزار کا حال تو اطباء کو معلوم ہے باقی کا حال و علاج خدا جانتا ہے۔ بہر حال جب قدر امراض دنیا میں آدمیوں کو ہونے ہیں تو

سب نہیں تو نصف یا کچھ کم تو میرے نزدیک ایسے ضرور ہیں جنکا سبب مجامعت کو ہین کہہ سکتا ہوں کیونکہ کچھ امراض تو ایسے ہیں جو بے احتیاطی سے ہوتے ہیں جب کہ آتشک و سوزاک و الی مرتبہ کے ساتھ مجامعت کرنے سے یہ امراض اور آگے نتائج مثلاً وجع مفاصل - پیسیدون جلدی و دامنی یا ریان جس البول وغیرہ پیدا ہوتی ہیں - شکم سیری ہین یہ فعل کرنے سے فالج - لقوہ - نقرس - دروکر - در دشت - قولنج - عرق النساء - واء الفیل - ورم خصیہ وغیرہ - و ظلوہ معدہ ہین کرنے سے ضعف بصر - لانغری - خفقان - یرقان - سل وغیرہ عوارض ہین سے کوئی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے - بعد جماع سرد پانی پینے یا آسین منھانے سے بقول اطباء ریشہ و استسقا و استرخا ہو جاتا ہے :

بہت سے امراض مثلاً ضعف بصر - دوران سر - سوزش حرام مغز - مرگی - جنون - فالج - خفقان - جریان - ذیالطس - سل وغیرہ جماع کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہین اور صرف ہی امراض کیا زیادتی کے سبب سے کمزوری و ناتوانی جو ضرور پیدا ہوتی ہے وہ سیکڑون یا ریون کی بنا ہے :

سید احمد خان صاحب ہارون نے اسپر مضمون لکھنے کا جوا شمار دیا ہے کہ مسلمانوں کے لڑکے کیا طبعاً غبی ہوتے ہیں ؟ اور بچپن میں تو ذہن معلوم ہوتے ہیں مگر بڑے ہو کر کمپن غبی ہو جاتے ہیں ؟

پس وہ مضمون تو اس وجہ سے نہیں لکھا کہ چھوٹے منہ سے بڑی بات نکالنا فضول ہے لیکن اس بارہ میں جو میری رائے ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ مسلمانوں میں اگر یہ قباحہ و حقیقت ہے تو اسکا بڑا سبب کثرت

مباشرت ہے۔ کیونکہ جب کوئی اس فعل کی زیادتی کرتا ہے تو اول لاغری و کمزوری شروع ہوتی ہے۔ پھر بھی باز نہ رہے تو دل نگین رہتا ہے۔ آدمیوں کی صحبت سے نفرت ہو جاتی ہے۔ کام کرنے کو ہی نہیں چاہتا۔ تھوڑی محنت سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ہر بات میں خوف کرتا ہے۔ قوت حافظہ کم ہو جاتی ہے۔ قوت تخیل میں فتور ہو جاتا ہے۔ مزاج میں بڑبڑاہن آ جاتا ہے۔ تمام کام سستی سے کرتا ہے۔ جریان نمی۔ یا ضعف یاہ یا نامردی یا جنون یا سوزش حرام مغزی یا ذیابیطس یا خفقان یا سل کا عارضہ ہو جاتا ہے اور آخر کسی سخت مرض کا باندہ ہو کر مر جاتا ہے۔

ایک ایسے عیاشیہ کے گناہوں کی سزا صرف اسکا مر جانا ہی ہوتا تو عقینت تھا لیکن امراض مذکورہ میں سے بہت سے مرض مثل آتشک کے موروثی ہیں جو نسلاً بعد نسل چلے جاتے ہیں اور کمزور والدین کی اولاد بھی کمزور ہوتی ہوئی پس دیگر اقابیم کے مسلمانوں کا حال تو بخوبی معلوم نہیں مگر ہندوستانی مسلمانوں کی بابت تو بہت آدمیوں کا بھخیاں ہے کہ جب بہر دولت و سلطنت کے مالک ہوئے اور ہندوؤں نے ان کی تلوار کا لوہا مان لیا تو بے کھٹکے ہو کر آرام طلبی و عیاشی کی سوچی اور اکثر آدمیوں کے نزدیک عیش کا مقصد اعلیٰ جو کشت مباشرت ہے وہ ان کو حاصل ہوا تو پہلے اس کے نتائج میں مبتلا ہوئے یعنی تمام ہمت و شجاعت و ذکاوت رخصت ہوئی۔ تھوڑی دیر کی سخت سقمی زبان لذت کے حاصل کرنے اور پھر بدل مایہ تل کے تقاضے سے عمدہ عمدہ خیر اکھانے و کمزوری کے سبب سونے و سست چڑے رہنے کے سوا تمام

کام چننے ملک و دولت و علم و ثروت کی ترقی ہوتی ہے ہوں گے۔ اور
اولاد جو ہوئی اُسے اپنی بزرگوں کے عیاشی کے طریقے جو دیکھتے اُسین
روز بروز ترقی کی اور کثرتِ مباشرت کے جو نتائج ہیں اون میں اعلیٰ درجہ
کی سند حاصل کرنی یعنی کمزور والدین کی اولاد مودنی کمزور ہوتی چلی آئی
اور آرام طلبی و کاہلی جو پیدا ہو گئی تھی اُسکے سبب سے سلطنت و دولت میں
زوال آگیا۔ مفلس ہوتے گئے۔ مایحتاج کے میسر ہونے میں خلل پڑا۔
اور رفتہ رفتہ تمام قوم نہیں تو اکثر مسلمانوں کا جسم و دماغ ایسا کمزور ہو گیا
کہ اونے محنت کے بھی تحمل نہیں ہوتے۔ بڑے جوش سے جس کام کو شروع
کرتے ہیں اُس میں بھی بہت جلد محنت مار جاتے ہیں۔ اگرچہ ذاتی ذہانت
کی وجہ سے بچپن میں ذہین معلوم ہوتے ہیں مگر جسم و دماغ کی موروثی
کمزوری و خراب تعلیم اُن کو کچھ نہیں کرنے دیتی اور سائنس و لٹریچر جسکے
حاصل کرنے میں محنت و مبالغہ درکار ہے اُسین کامیاب نہیں ہوتے۔ اور
بے علمی و کمزوری و کم ہمتی و خراب تعلیم و افلاس نے اون کی یہ حالت کر لی
کہ علمیت و حکومت کیا زراعت و حرفت و تجارت و ملازمت وغیرہ تمام صیغو نہیں
اپنے ہمعصرین سے بھی کم رہتے ہو گئے؟

الغرض زوالِ سلطنت کی وجہ۔ افلاس کا باعث۔ بت سے امراض کا
سبب ہی کیا اچھی طرح غور کر کے دیکھا جائے تو میرے نزدیک تمام
دینی و دنیاوی ترقیات کی مانع و مایحِ مباشرت کی زیادتی ہے پھر
کس طرح ہو سکتا ہے کہ بغیر عیاشی کثرتِ از و طبع کو میں بہتر سمجھوں؟

وہم اللہ نے مجھے اس آفت سے بچا یا ہے لیکن پرانے قصوں و کہانیوں نے ہی ہمیں اس بات سے آگاہ نہیں کیا کہ جس مرد کے دو یا زیادہ بیویاں ہوتی ہیں اسکی زندگی بوجہ نزاع خانگی کس آفت سے کتنی سے بلکہ کئی جگہ میں سننے پرچشم خود دیکھا اور سنا تو لکھنؤ کے امیر زادے ابوطالب خان کا قول یاد آجاتا ہے جس نے یورپ کی سیر سے آکر ایک کتاب لکھی تھی اور اسمین لکھا ہے کہ دو بیویوں کے ہمراہ رہنے سے دوشیروں کے ساتھ رہنا آسان ہے۔

اگر کوئی غریب دو بیویوں کا شوہر ہے تو دیگر نزاع خانگی میں دخل دینے کے علاوہ انکے خور و پوش کا سامان برابر بنایا کرنے کی ہی استعداد فکر ہوتی ہے کہ زندگی و بال جان ہو جاتی ہے۔ اور جو امیر ہے اور ما محتاج سے مستغنی تو ایک بیوی اپنی طرف کھینچتی ہے اور دوسری اپنی طرف۔ اور جس ایک طرف میان جھگڑتے ہیں تو دوسری ناراض ہو کر اپنی زبان اور ناکھی چھیتی بیوی کے تمام عیش اور خوشی کو خاک میں ملا دیتی ہے و دیا آبی بیویوں کی اولاد میں اکثر ایسے جھگڑے ہوتے ہیں کہ ایک دوسرے کی عزت و مال کیا خون کا پایا سا ہو جاتا ہے۔

عام لوگوں میں ایک چور کی کہانی مشہور ہے خدا جانے وہ سچ ہے یا جھوٹ مگر کم درجہ کے بعض دو بیوی والوں کی حالت کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ شاید صحیح ہو اور صحیح تو حسب حال تو ضرور ہے اور وہ یہ ہے۔

یہ چور ایک دولت مند نامزد شخص کے یہاں چوری کرنے گیا اسکے دو بیویاں تھیں ایک بالا خانہ پر رہتی تھی اور دوسری نیچے کے مکان میں

میان نے بالا خانہ پر جانے کا ارادہ کیا اور نیچے کی رہنے والی نے دیکھا تو میان کے پاؤں زور سے پکڑ کے نیچے کو اتارنے لگی اور اوپر والی کو معلوم ہوا تو وہ شوہر کا دپر کو پہنچ گئی مگر زور خاوند صاحب رات بھر اس انتظار میں رہے اور چور چوری کو گیا تھا وہ ان تینوں کا تماشا دیکھتا رہا صبح ہو گئی۔ پکڑا گیا۔ چوری کے ارادہ کا اقرار کیا۔

جب قانون مروج الوقت کے بموجب مدعی سے پوچھا گیا کہ چور کو کیا سزا دلانا چاہتے ہو تو اُس نے فتویٰ دیا کہ اسکی دو شاویاں کرادی جاویں۔ چور نے مدعی کی سرگزشت بیان کر کے عرض کیا کہ خواہ کبھی ہی سخت سزا مل جائے حتیٰ کہ پھانسی کیوں نہ ہو جائے مگر دو بیویاں کرنا ہرگز منظور نہیں کیونکہ اُسکے برابر معوبت کسی سزا میں نہیں ہوتی؟

قصہ مختصر ایک خاوند کے دو بیویاں ہوں تو اُن میں اور اُن کی اولاد میں اتفاق تو بہت کم دیکھا جاتا ہے اکثر باہمی تنازع و تکرار و فساد اس قدر ہوتا ہے کہ اُس گھر سے عیش و آرام مفقود و ہر دم فکر و بے چین موجود رہتا ہے۔ اور اس بات سے مجھ کو انکار نہیں ہے تو یہ کہ بکن ہے کہ ایسی صورت میں ایک بیوی پر کئی بیوی کرنا کیونکر ترجیح دون؟

سوم کہتے ہیں کہ اوروں سے مردم شماری دنیا میں عورتیں زیادہ ہیں مگر جب تک ضرورت ثابت نہ کی جائے صرف اُنکی زیادتی اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ ایک مرد کئی عورتیں کر سکتا ہے کیونکہ جو کے یاد ستر خان یا سینر پر لکھا زیادہ چاہو تو یہ ضرور نہیں کہ بت سا کہا لیا جائے؟

چھ سام۔ کثرت از دواج کو ناجائز جاننے والے کہتے ہیں کہ کئی بیویاں
 کرنے سے زن و شو کے مساوات کے درجہ میں فرق پڑ جاتا ہے اور جو لوگ جائز
 سمجھتے ہیں وہ شاید بے دلیل اس سے انکار کرتے ہیں لیکن میں اقرار کرتا
 ہوں کہ عورتوں کو برابری کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ مگر میرا یہ خیال یہی ہے
 کہ کئی بیویاں کیا ایک بیوی ہو تو یہی انتظام کی خوبی اسی میں ہے کہ
 مرد و عورت کا رتبہ مساوی نہ ہو بلکہ مرد مثل بادشاہ کے سمجھا جائے
 اور عورت مثل و دیسکے؟

اگرچہ آج کل اکثر آدمیوں کا یہی خیال ہے کہ اس آزادی کے وقت میں
 عورت و مرد کیا کلی انتظام سراج گڈڈ ہو کر برابر ہو جائیں تو بہتر ہے مگر
 گزشتہ و موجودہ زمانہ کے اعلیٰ و ادنیٰ لوگوں کے تعلقات کو بنظر انصاف
 دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ دعویٰ کرنا۔ کتابوں میں لکھ دینا
 اور بات ہے اور عمل کرنا اور بات ہے؟

ہندو جس زمانہ میں اعلیٰ درجہ کے مذہب و سرب بیاپک کے مسئلہ سے
 خوب واقف تھے۔ جب ہندوستان کے مالک ہوئے اور یہاں کے
 قدیم باشندے اُنکے مطیع ہو گئے تو اُن کو ہمسرہ بنایا بلکہ خدمتگاری
 اور جہ عطا فرمایا؟

سلمانوں کا یہی قول ہے کہ جب کسی فرقہ کو کسی گروہ کا آدمی اسلام
 دل کر لے تو اُسکے تمام حقوق مساوی ہو جاتے ہیں لیکن ہنگیر من و یا رہا شون
 کے علاوہ فیصدی کس قدر شیخ سید مغل پٹان ایسے ہیں جو ایک غریب مسلمان

دہنے یا چولاسے وغیرہ کو اپنے برابر بیٹھا دیکھ کر نجدہ خاطر نہوں ؟
 اہل یورپ جنگی بابت مانگیا ہے کہ انکی سی تہذیب آج تک کسی کو حاصل ہی نہیں
 ہوئی اور ان کو بھی خود اس بات کا دعویٰ ہے کہ سب کے حقوق کو ہم برابر
 جانتے ہیں مگر ایک معقول آدمی نے یورپ کے کسی بادشاہ کی یہ شکایت
 مجھے بیان کی کہ عرصہ ہوا جب ایک شخص نے مدلل مضمون لکھ کر ثابت کیا کہ
 سب کا درجہ مساوی ہونا چاہیے اور چونکہ وہ مضمون عوام کے مطلب کا تھا
 سب نے پسند کیا اور اسکی بیان تک شہرت ہوئی کہ بادشاہ کے کانوں تک پہنچی
 اور بادشاہ نے بھی اس مضمون کو دیکھا تو مصنف کو مدعو کیا اور ایک خادم
 کے ساتھ میز پر کمانے کو بٹھا دیا لیکن یہ فعل اس شخص کو ناگوار معلوم ہوا تو بادشاہ
 نے اسے شہرم دلا کر اسکے مضمون کی غلطی اس پر ظاہر کی۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس زمانہ میں اقتدار تہذیب کی ترقی نہیں ہوئی تھی یا ایک
 دو شخص کی غلطی سے سب پر حرف نہیں آ سکتا۔ آج کل سب کے حقوق برابر
 سمجھے جاتے ہیں۔

یہ بات صحیح ہے تو پرنسپل کانگریس کے حامی بڑے بڑے عہدہ دار
 عطا نمونے کی کیوں شکایت کرتے ہیں ؟
 اور بہت سے عقلا کیوں انکی شکایت کو بیجا سمجھتے ہیں ؟

کوئی ٹیڈ وان کوئی ٹیڈ۔ دیسی عیسائی و خاص یورپیوں کے مابین عام و ناگرم
 جلسوں میں کیوں فرق کیا جاتا ہے ؟

یہ نہیں۔ حق یہ ہے کہ مستثنیات و دعوتے زبانی و لفاظی کو نظر انداز

کر کے گزشتہ و موجودہ واقعات پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید منشا قدرت یہی ہے کہ خداوندون حاکم و محکوم فتح و فتوح عالم و جاہل قوی و کمزور استاد و شاگرد پدر و فرزند مرد و عورت کے مدایج یکساں نہ سمجھے جائیں بلکہ ضرور ان میں فرق ہونا چاہئے۔ ہاں۔ یہ کہی طرح مناسب نہیں ہے کہ اعلیٰ درجہ والے ادنیٰ درجہ والوں کو کمزور یا دشمن یا نیم دشمن سمجھ کر ان پر ظلم کریں یا ان کے واسطی حقوق کا لحاظ نہ رکھیں۔

پس یہ دلیل کہ گئی ہو یا ان ہونے سے زن و شوہر کا درجہ مساوی نہیں رہتا ایسی نہیں ہے جسکی وجہ سے تعدد وازدواج کو جائز یا ناجائز سمجھا جائے۔ پنجم۔ جن ذیون بورٹ صاحب کہتے ہیں کہ افلاطون اور ایک نامی حکیم پور قد و سن نے ایک سے زیادہ نکاح جائز ہونے پر کتابیں لکھی ہیں۔

اگرچہ یہ دستور ہے کہ جب تصدیق کلام کے لئے کسی نامی حکیم کا قول پیش کیا جاتا ہے تو اکثر آدمی اسکو تسلیم کر لیتے ہیں لیکن جب ہم نے ان کتابوں کو نہیں پڑھا اور نہ ان کے مضامین سنے جو کھو واضح طور پر معلوم ہوتا کہ وہ کون سے متقول و لائل ہیں جسے کثرت ازدواج کو انہوں نے جائز ٹھرایا ہے تو ہر طرف ایک مورخ کے کہنے پر بے دلیل مان لینا خلاف عقل نہیں ہے تو کیا ہے؟

ششم۔ مون صاحب کہتے ہیں کہ گرم ملکوں میں بہ نسبت سرد ملکوں کے عورتیں جلد بالغ و بہت ہی جلد بوڑھا ہوتی ہیں بدین وجہ مشرقی گرم ملکوں

میں کئی عورتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ پس میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ بلوغت
 و ضعیفی پر ملک کی گرمی و سردی کا بھت کچھ اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہندو
 میں اکثر بارہ برس کی عورتیں بالغ ہو جاتی ہیں اور پچاس برس کی عمر کے
 بعد انکے بچہ پیدا ہونے کی امید نہیں رہتی۔ اور یورپ میں بیٹل پچیس برس
 کی عورت بالغ ہوتی ہے اور بذریعہ اخبارات معلوم ہوا کہ سنٹر برس اور
 اس سے زیادہ کی عمر میں بعض عورتوں نے نکاح کیا اور وہ صاحب اولاد
 ہوئیں مگر یہ دلیل اس وجہ سے کثرت از دواج کے لئے معقول نہیں ہے کہ
 گو مردوں کی طاقت بہ نسبت عورتوں کے قدرتی زیادہ ہوتی ہے لیکن ملک
 کی گرمی و سردی کا اثر عورت و مرد دونوں پر یکساں پڑتا ہے مثلاً
 ہندوستان میں عورت کو جو بلوغت کا درجہ بارہ برس کی عمر میں
 حاصل ہوتا ہے وہی مرد کو چودہ پندرہ برس کی عمر میں۔ اور گواہی شام
 بھی ہیں کہ سنٹر و اتنی برس کی عمر میں بھی ہندوستان کے مرد صاحب اولاد
 ہوئے ہیں و ہوتے ہیں اور عورتیں پچاس برس کی عمر کے بعد حاملہ
 ہونے کے قابل نہیں رہتیں مگر اکثر یہی دیکھا جاتا ہے کہ جس عمر میں عورت
 ضعیف ہوتی ہیں قریب قریب اسی عمر میں مرد بوڑھا ہو جاتا ہے اور ساتھ
 سنٹر برس کا مرد بخیال اولاد یا بغرض حفظ نفس دوسری شادی کرتا ہے
 تو لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسکے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔
 ملاوہ برین اطباء یونان کا قول ہے کہ جب ساٹھ برس کی عمر ہو جائے تو
 دسویں مزاج ہو یا صفا سواوی بلغمی ہو یا سوداوی ہر مزاج والے کو آخر عمر تک

محاسنت سے پر سبز کرنا چاہئے پس اول تو مردوں و عورتوں کی بلوغت و ضعیفی کا زمانہ قریب قریب ہے دوسرے عورتوں کی نسبت پانچ سات برس زیادہ تک مردوں میں قوت تولید باقی رہتی ہے تو اُس زمانہ میں بایہ خاص شادی کرتا تو بے فائدہ ہے اسلئے یہ دلیل ایسی نہیں ہے جس سے مرد کو کئی نکاح کرنے کی واقعی ضرورت ہے۔ بہر حال بظہر عیاشی کثرت ازدواج کو بجا تیر نہیں سمجھتا اور اس میں جو خرابیاں ہیں اُن کو بھی خوب بانٹا ہوا ہے جیسا کہ ارد پڑا گیا، درمقودہ بالا دلائل ان کے سے زیادہ بیویان کرنے کے واسطے ہیں۔ سب کمزور ہیں لیکن میرے نزدیک اس مسئلہ کی مؤید جو دلیل ہے وہ یہ ہے :

دلیل خاص

عورتوں سے مردوں کو دلی طمانیت جو حاصل ہوتی ہے اور اتم نظام خانگی میں مدد ملتی ہے یہ ایک چھوٹی بات ہے لیکن زن و مرد کے اعضا اور اُن کے افعال و طبیعت کے میلان پر خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ مقصد و منشا، قدرت زن و مرد کی صحبت سے بہت ہے کہ توالد و تناسل ہو۔ چنانچہ ہندی حکیم کہتے ہیں کہ جب عورت، ایام ماہواری سے فارغ ہو جائے تو سو گھر روز نکم اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ دو ہفتہ و بقول بعض ایک ہفتہ تک و بقول ڈبلیو ایس کہ کسی ایم ڈی حیض ہونے سے ایک روز پہلے یا ایک دو روز پہلے تک زن و مرد یکجا ہوا تو حمل قرار پاتا ہے :

بعد قرار یا بجی علی بقول ڈاکٹر اکیٹن صاحب عورتوں کو اشتہاء نفسانی
 نہیں ہوتی۔ مگر رحم بند ہو جاتا ہے۔ حیض نہیں آتا۔ حاملہ مریض کی مانند
 ہو جاتی ہے یعنی بچہ پتی و بیقراری و کلیجہ کی جلن و بیخوابی و تسلی و
 قے و عدم اشتہاء وغیرہ میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ کبھی قبض یا یرقان یا اور مہیا
 یا تکلیف تنفس وغیرہ خاص امراض میں سے کوئی مرض ہو جاتا ہے۔ پہلی سی
 و لغزیب صورت نہیں رہتی چہرہ پر رنگینی و پرمروگی چھا جاتی ہے۔ پیٹ بڑھ جاتا
 ہے۔ کبھی ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ گاہے منہ سے رال ٹپکتی ہے۔
 نو ماہ بعد جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بقول ڈاکٹر چالسٹس روزنگ خون نفاس
 آتا ہے۔ زچہ کی رنگت زرد اور وہ لاغر ہو جاتی ہے۔

حاملہ کی پستان تو دوسرے مہینے سے بڑھنے لگتی ہیں مگر بعد تولد
 بچہ کے ان میں دودھ اتر آتا ہے جس سے یہ قدرت کا منشا
 معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو اس کی مان ہی دودھ پلائے چنانچہ
 ہندوستان میں زیادہ تر مان ہی اپنے بچہ کو دودھ پلاتی ہے
 یورپ والوں کی مانند دوسری دایہ سے پرورش نہیں کرائی
 جاتی بلکہ بیان تو اس بات سے بھی کم آدمی واقف ہیں کہ جن عورت کو
 سل یا فالج یا جنون یا مرگی یا سرطان کا عارضہ یا اور کوئی عصبی مرض
 یا خنازیری مزاج ہو یا اونے بات سے ڈر جاتی ہو یا زیادہ غصہ ور یا
 نہایت کمزور مان ہو تو اپنے بچہ کو کسی دوسری دایہ کو دیرے پ

بچہ کو دودھ پلانے کا عرصہ ڈاکٹروں کے نزدیک ایک سال اور بچہ کمزور

ہو تو اس سے کچھ زیادہ ہے مگر اطباء یونان لڑکے کو پونے دو برس اور
لڑکی کو سو دو برس دودھ پلانے کا حکم کرتے ہیں ۛ

قصہ مختصر۔ یوم قرار یا بی حل سے دودھ چھڑانے کے دن تک جو
بقول ڈاکٹر دن کے ایک برس نو ماہ یا کچھ زیادہ کا عرصہ
اور بقول اطباء تین برس ایک ماہ کا زمانہ ہوتا ہے اس میں عورت
حسب قانون قدرت قابلِ مجامعت نہیں رہتی اور اسی وجہ سے
ان ایام میں اطباء قربت کو منع کرتے ہیں۔ اور جو لوگ قانون
قدرت کو توڑتے ہیں وہ سزا پاتے ہیں یعنی ایامِ حمل میں غیرِ رحم بند
و عورت کا بد شکل ہونا وغیرہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس سے مفاربت
نہ کی جائے اور جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کا
بھی نتیجہ ہوتا ہے کہ کبھی کثرت یا بے احتیاطی کے سبب حمل اسقاط
ہو جاتا ہے۔ زیادہ ایام کا حمل ہو تو گاہے مرد کو سوزاک کے
عارضہ میں مبتلا ہونا ہوتا ہے۔ اور یہ تو ضرور ہے کہ جنین کی
بدورشش میں کم و بیش خلل پڑتا ہے۔ اور بار بار عورت کو جو شش پلا
ہونے کے سبب جنین کی طبیعت کا میلان کوریا و ہسٹیریا و مہرگی وغیرہ
عصبی امراض کی طرف ہو جاتا ہے اور آج کل بہت آدمی کمزور و عصبی
امراض میں مبتلا جو دیکھائی دیتے ہیں منجملہ دیگر اسباب کے غالباً اس کا
بڑا سبب یہی ہے ۛ

بچہ کو اس کی ماں ہی دودھ پلائے تو دونوں تندرست رہتے ہیں

کیونکہ بچہ کو صحیح سالم مان کے دودھ سے زیادہ اور کسی کا دودھ یا اور کوئی شے موافق نہیں ہوتی اور ایام رضاعت میں بہ نسبت دیگر ایام کے عورت زیادہ تندرست رہتی ہے اور بلا وجہ خاص صرف اپنے آرام و عیش کے خیال سے کوئی اس قانون کی پابندی نہ کرے تو بچہ سزاگوار بنتی ہے کہ عورت کی چھاتیان پاک جاتی ہیں بار بار محل ٹھرنے سے جلد بوڑھیا و ضعیف ہو جاتی ہیں۔ سرطان کی بیماری سے بقل ڈاکٹر کو پر اکثر محفوظ نہیں رہتیں۔ اور دوسری دایہ کا دودھ پینے یا مصنوعی غذا سے پرورش پانے کے سبب اپنی مان کا دودھ پینے والے کی نسبت بچہ زیادہ تر امراض میں مبتلا ہوتا ہے اور بتا بچوں کی جان اسی وجہ سے تلف ہو جاتی ہے چنانچہ ڈاکٹر وینٹر صاحب نے امریکہ والنگٹنڈ کے نقشہ اموات سے ثابت کیا ہے کہ دایہ کے دودھ سے پلنے والے اپنی مان کے دودھ سے پرورش پانے والے بچوں کی نسبت زیادہ مرتے ہیں :

ایام رضاعت میں عورت کو حیض کا زمانا و بقول ڈاکٹر ایکٹن صاحب اشتہاء و قربت کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ عورت مرد کے پاس نہ جائے اور اسکے خلاف کرنے سے یہ ہوتا ہے کہ عورت کو بھی بعض دفعہ تکلیف ہوتی ہے خصوصاً بچہ ایسی حالت میں دودھ پیتا ہے تو ضرور بیمار پڑ جاتا ہے۔ اُسکو سبز رنگ کے پچھے پچھے دست آنے لگتے ہیں ہمیشہ ہو جاتی ہے اور یقیناً بتا بچوں کی موت کا یہی سبب ہوتا ہے :

اور بچہ کی عمر کئی ماہ کی ہو اور حمل قرار پا جائے تو دایہ مقرر کرنے سے تو وہی نقصان ہے جو اوپر بیان ہوا اور بوجہ اخلاص یا سواج دایہ نہ رکھی جائے تو جنین کو بھی ضرر ہوتا ہے اور بچہ بھی ناکارہ دودھ پیکر بار پڑ جاتا ہے اور آخر مچھی سکتا ہے ۶

اب انصاف سے سوچنا چاہئے کہ حسب قانون قدرت ایسی حالت میں عورت پونے دو یا تین برس مجامعت کے قابل نہیں رہتی اور اس قاعدہ کو توڑنے سے زن و مرد کو اکثر امراض پیدا ہو سکتے ہیں اور بیت سی ہنسی جانیں اس بے احتیاطی سے یقیناً تلف ہو جاتی ہیں تو بہر کیا مرد کے لئے یہ امر ضروری اور نہایت ضروری نہیں ہے کہ اس عرصہ میں عورت سے قربت نہ کرے ؟

ہٹ دہرمی و مانے ہوئے اقوال یا اپنے کلام کی پیروی کرنا تو دوسری بات ہے مگر ایام حمل و رضاعت میں مجامعت کرنے سے ایسے ہی نقصان ہیں جیسا کہ اہلبانے بیان کئے ہیں تو میرے نزدیک اس سوال کا یہی جواب ہو گا کہ زمانہ مذکورہ میں بیشک مرد کو عورت سے علیحدہ رہنا ضرور ہے ۷

اچھا اب مرد و زن کی طرف خیال کرنا چاہئے کہ ایسے حتی و رہبان الشہوت آج کل کثرت ہیں کہ باوجود موجود ہونے کے ایام حمل و رضاعت میں عورت کی قربت سے محترز ہیں ؟

اسکے جواب میں کوئی یہ کہے کہ متقدمین حکما بن سے ایک حکیم کا جو قول ہے کہ عمر بہرین الیکبار جماع کرنا چاہیے۔ ہمارا عمل تو اس پر ہے۔ پس ایسے شخص کو نہ سب ہے کہ وہ ایک نکاح ہی نہ کرے تو کچھ مضایقہ نہیں ۸

اور جو یہ کہے کہ ہم تو بقراط کے قول کے پابند ہیں جسے سال میں ایک بار اس فعل کے کر نیکی اجازت دی ہے۔ ایسے آدمی کو چاہئے کہ وہ ایک ہی نکل کرے کیونکہ جو ایک سال نباہ سکتا ہے ممکن ہے کہ دو یا تین سال تک بھی پرہیز کرے اور جو سچا منصف مزاج آدمی یہ کہے کہ صاحب۔ محل و رضاعت کی مدت دو یا تین سال کی ہے۔ اس قدر دراز عرصہ تک تو باوجود موجود ہونے زن مکھوضہ کے مختزر رہنا اس زمانہ میں ناممکن ہے۔ تو بیشک اس کا یہی جواب ہوگا۔ کہ یا تو احتیاط کرو۔ یا ان سزاؤں کو ہلکتو جو قانون مذکور کے خلاف کرنے سے بگتنی پڑتی ہیں۔ یا ایک سے زیادہ نکل کر نیکی کو قانون قدرت کے مطابق سمجھو اور طاقت و حیثیت و عدالت کا لحاظ کر کے آپس عمل کرو۔ اور کسی مذہب کو مانتے ہو اور حرام کرو گے تو تم ہو اور دوزخ یا زنگ یا سہل ۛ

وما علیہم الا البلاغ
تمام شد

استحصار سیکیل رفائیر

یہ ماہواری رسالہ حکمی ضخامت ۱۵ صفحہ ہیں اردو میں ہر مہینے شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ
معہ محصول عام و ششماہی عام و سہ ماہی ۱۲ اور ایک پرچہ کی قیمت ۲
آج کل علم طب و جراحی کیما گری وغیرہ میں جو ترقیاں ہو رہی ہیں اور جنکا جاننا بہت ضروری ہے
عموماً مشوقانہ و کنو حصہ صائنات ضرور ہے وہ سب باتیں یعنی نئے و نادر تجربے اطباء و
واکبہ و ہندوستانی مشہور و معروف حکام کی طبی اخبار دن و لڑی تند کتا بنویں بریہ ترجمہ انتخاب
کر کے درج ہوا کریں گے :



ستا اخبار

اسمیں اگرہ کی خبریں مفصل و دیگر مالک کی خبریں چھوٹے جلدوں میں و حفظ صحت کی
ضروری قواعد و منقذین و متاخرین حکم کے اقوال و سوانح عمری و دیگر مفید
مضامین درج ہوتے ہیں۔ ابھی ہفتہ وار نکلتا ہے۔ چار ورق کی اسکی بساط ہے
قیمت ہی نہایت مختصر ہے۔

قیمت سالانہ اہل شہر سے جو خود شگالین ۱۲ -
ایضاً جو مطبع کا آدمی پہنچاؤ ۱۳
قیمت سالانہ بردنجات سے معہ محصول ڈاک ۱۴

المشتر سید اولاد علی ہتم سید علی نادر و سنا آگرہ محلہ صابن کٹرہ - مطبع ممتازیہ

الاعلان

حقوق التصحيح والتحشى والاشاعة الاولى بحسب
القوانين الا انكسبية محفوظة - لا ينبغي لاحد
ان يجترئ على طبعه ثانيا لئلا يفضى هذا
التجاسر الى الخسران -

يعنى

حق تصحيح تحشى واشاعت اول حسب قوانين سركارى
محفوظه كوتى صاحب اسكه طبع ثانيا كاقصد
نه قراوين ورنه بعوض نفع نقصان او طهاينگے -

المسكين محمد محى الدين الجعفرى الربى الاله اباد

دفتر اول ۵۰۰ جلد - قیمت فجلد علاوہ محصول ۴ -

